امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی تنقیصِ شان پر مبنی اقوال نقل کرنے کا حکم

فضیلۃ الشیخ صالح بن عبد العزیز آل الشیخ (حفظہ اللہ)

مترجم

طارق علی بروہی

انتباہ

© حقوق محفوظ اصلی اہل سنت ڈاٹ کام ٢٠٠٩

www.AsliAhleSunnet.com

اہم نوٹ

کتاب ھذا ایک آن لائن کتاب ہے جو ویب سائٹ اصلی اہل سنت ڈاٹ کام کے لئے شائع کی گئی ہے۔اس کتاب کو خصوصی طور پر انٹرنیٹ پر رکھنے کے لئے مرتب کیا گیا تاکہ اس کی با آسانی نشر واشاعت ہو سکے۔فی الوقت ہمارے علم کے مطابق اس سے پہلے یہ ترجمہ و ترتیب اس کی اصل عربی/انگریزی سے کہیں اور موجود نہیں۔چونکہ اس کتاب کو مفت آن لائن تقسیم کے لئے جاری کیا جا رہا ہے لہذا اس کی ذاتی یا تبلیغی مقاصد کے لئے پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذریعہ سے محض اس کے مندرجات نشر کرنے کی اجازت مرحمت کی جاتی ہے لیکن اسے منافع کمانے کے لئے چھاپنے (پبلش) کرنے کی اجازت نہیں الا یہ کہ اصل پبلیشرز سے پیشگی اجازت طلب کی جائے اور اس کی اجازت دے دی جائے۔

اصلی اہل سنت
ASLI·AHLE·SUNNET

سوال: آپ کی عبداللہ بن امام احمد (رحمۃاللہ علیہ) کی کتاب میں وارد امام ابو حنیفہ (رحمۃاللہ علیہ) کے بارے میں خلق قرآن کے (کفریہ) عقیدے پر وفات پانے کی جو تہمت ہے اس بارے کیا رائے ہے؟

جواب: یہ ایک اچھا سوال ہے، اور واقعی یہ عبداللہ بن امام احمد (رحمۃاللہ علیہ) کی کتاب "کتاب السنة" میں موجود ہے۔ بات یہ ہے کہ عبداللہ بن امام احمد (رحمۃاللہ علیہ) کے دور میں فتنۂ خلق قرآن بہت بڑھ چکا تھا، اور لوگ اکثر ان چیزوں سے استدلال کرتے جو امام ابو حنیفہ (رحمۃاللہ علیہ) سے منسوب تھیں، حالانکہ در حقیقت آپ ان سے بری تھے۔ اس کے علاوہ بھی اور چیزیں تھیں جیسے معتزلہ تاویلِ صفات وغیرہ کے بارے میں آپ سے ہی ایسی باتیں نقل کیا کرتے تھے، جن سے در حقیقت آپ بری تھے۔ انہی میں سے بعض باتیں عوام میں اتنی زبان زد عام ہو گئی کہ یہی باتیں علماء کرام کے سامنے پیش ہوئی اور انہوں نے لوگوں کے ظاہر قول پر ہی حکم فرما دیا۔ یہ امام ابو حنیفہ (رحمۃاللہ علیہ) کا باقاعدہ مذہب اور مکتبۂ فکر بننے سے پہلے کی بات ہے۔ چونکہ وہ امام صاحب کی وفات سے قریب کا ہی زمانہ تھا اور اقوال نقل کرنے والے امام سفیان الثوری، سفیان بن عیینہ، وکیع اور فلاں فلاں جیسے بڑے علماء کرام سے امام ابو حنیفہ (رحمۃاللہ علیہ) کے بارے میں اقوال نقل کرتے۔ لہذا اس زمانے میں حاجت اس بات کی متقاضی تھی کہ امام عبداللہ بن امام احمد (رحمۃاللہ علیہ) اپنے اجتہاد سے امام صاحب کے بارے میں علماء کرام کے اقوال نقل فرمائیں، لیکن اس زمانے کے بعد جیسا کہ امام طحاوی (رحمۃاللہ علیہ) نے ذکر فرمایا کہ علماء کرام کا اب اس بات پر اجماع ہو گیا ہے کہ اسے مزید روایت نہ کیا جائے، اور امام ابو حنیفہ (رحمۃاللہ علیہ) کا اب ہمیشہ صرف ذکرِ خیر ہی کیا جائے۔ یہ امام خطیب بغدادی (رحمۃاللہ علیہ) کے زمانے کے بھی بعد کی بات ہے، کیونکہ جسطرح امام احمد (رحمۃاللہ علیہ) کے دور میں بھی کبھی کبھی امام ابو حنیفہ (رحمۃاللہ علیہ) پر کلام کیا گیا اسی طرح امام خطیب بغدادی (رحمۃاللہ علیہ) کے دور میں تھا، جس کی وجہ سے آپ نے اپنی مشہور و معروف تاریخ میں ایسی روایات نقل فرمائی ہیں (جن میں امام ابو حنیفہ پر کلام ہے) جن پر اس کے بعد بھی رد ہوتا رہا یہاں تک کہ چھٹی اور ساتویں ہجری میں منہجِ سلف کو استقراء حاصل ہوا (یعنی مکمل اصولوں پر کتابیں مدون ہوئیں وغیرہ)، اور اسی سلسلے میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ (رحمۃاللہ علیہ) نے اپنا مشہور و معروف رسالہ "رفع الملام عن الأئمة الأعلام" (مشہور آئمہ کرام پر کی جانے والی ملامتوں کا ازالہ) تصنیف فرمایا، اسی طرح اپنی باقی تمام کتابوں میں امام ابو حنیفہ (رحمۃاللہ علیہ) اور دیگر تمام آئمہ کا ذکر خیر ہی فرمایا۔ ان کے اور تمام آئمہ کے ساتھ رحمدلانہ سلوک فرمایا، اور

سوائے ایک بات کے اور کوئی تہمت آپ کے جانب منسوب نہ فرمائی اور وہ یہ ارجاء کا قول وہ بھی ارجاء الفقہاء (نہ کہ غالیوں کی الارجاء)[۱]۔ اس کے سوا ان تمام تہمات کا جو سلسلہ چلا آرہا تھا اسے نقل نہیں فرمایا، کیونکہ امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی کتاب بنام "فقہ الاکبر" اور دوسرے رسائل موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ بالجملہ سلف صالحین کے ہی عقیدے و منہج کے تابع تھے سوائے اس مسئلے ارجاء یعنی ایمان کے نام میں عمل کو داخل نہ سمجھنا کے۔

چنانچہ اسی نہج پر علماء کرام گامزن رہے جیسا کہ امام طحاوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا سوائے (جیسا کہ میں نے بیان کیا) جانبین (یعنی امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں غلو کرنے والوں اور دوسری جانب ان کی شان میں تنقیص کرنے والوں) کی طرف سے کچھ باتیں ہوتی رہیں، ایک جانب وہ اہل نظر جو اہلحدیثوں کو حشویہ اور جاہل پکارتے تھے اور دوسری جانب ان کی طرف سے بھی جو اہلحدیث اور اثر کی جانب منسوب تھے انہوں نے امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) پر کلام کیا یا پھر حنفیہ پر بطور ایک فقہی مکتبۂ فکر یا ان کے علماء پر کلام کیا۔ جبکہ اعتدال و وسط پر مبنی نقطۂ نظر یہ وہ ہے جو امام طحاوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان فرمایا اور اسی پر آئمہ سنت قائم تھے[۲]۔

پھر جب امام شیخ محمد بن عبد الوہاب (رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لائے اسی منہج کو لوگوں میں مزید پختہ فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے کسی امام کا ذکر نہیں فرمایا مگر خیر و بھلائی کے ساتھ اور یہ منہج بیان فرمایا کہ تمام آئمہ کرام کے اقوال کو دیکھا جائے اور جو دلیل کے موافق ہو اسے لے لیا جائے، کسی عالم کی غلطی یا لغزش میں اس کی پیروی نہ کی جائے؛ بلکہ ہم اس طرح کہیں کہ یہ ایک عالم کا کلام ہے اور اس کا اجتہاد ہے لیکن جو دوسرا قول ہے وہ راجح ہے۔

---

[۱] ارجاء کا عقیدہ رکھنے والوں کو مرجئہ کہا جاتا ہے، جن کے نزدیک ایمان کم ذیادہ نہیں ہوتا اور نہ ہی عمل ایمان میں شامل ہیں۔ ان کی کچھ اقسام ہیں جن میں سے غالی ترین کا یہ بھی قول ہے کہ ایمان کے اعتبار سے جبرئیل (علیہ السلام)، رسول اللہ (ﷺ) اور ایک عام مسلمان برابر ہیں۔ لیکن ان میں سے جو کم ترین ارجاء کے قائل ہیں انہیں مرجئۃ الفقہاء (فقہاء کرام میں سے جو ارجاء کے قائل ہیں) کہا جاتا ہے جن عمل کی اہمیت کو تو مانتے ہیں اور نیک اعمال سے ایمان بڑھتا ہے اور برائیوں سے کم ہوتا ہے مگر ایمان کا جو لفظ ہے اور تعریف ہے اس میں اعمال داخل نہیں۔ واللہ اعلم ...اہلسنت والجماعت کے نزدیک ایمان کی یہ تعریف ہے: زبان سے اقرار کرنا، دل سے تصدیق کرنا، اور جوارح سے عمل کرنا، جو نیکیوں سے بڑھتا ہے اور برائیوں سے کم ہوتا ہے۔ (مترجم)

[۲] جیسا کہ ہمارے برصغیر میں ہوتا ہے امام ابو حنیفہ اور احناف کے خلاف بات کرنے ہی کو اہلحدیثیت کی نشانی سمجھا جاتا ہے اور تمام تر جدوجہد کا محور حنفیوں کا رد کرنا ہوتا ہے۔ واللہ المستعان (مترجم)

اسی لئے با کثرت مکاتب فکر میں: "یہ قول راجح ہے اور یہ مرجوح ہے" کی باتیں عام ہو گئی اور اسی منہج پر علماء کرام تربیت پاتے رہے یہاں تک کہ ملک عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) کے دور کی ابتداء میں جب وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے کتاب السنۃ از عبداللہ بن امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) شائع کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت اس کی طباعت کی نگرانی اور مراجع پر شیخ علامہ عبداللہ بن حسن آل الشیخ (رحمۃ اللہ علیہ) مامور تھے جو اس وقت مکہ مکرمہ کے رئیس القضاۃ (چیف جسٹس) تھے۔ پس آپ نے وہ پوری فصل ہی طباعت سے نکلوادی (جس میں امام ابو حنیفہ پر کلام تھا)، اسے شرعی حکمت کے تحت نہیں شائع کیا گیا کیونکہ اس قسم کی باتوں کا اپنا وقت تھا جو گزر چکا۔ اس کے علاوہ یہی اجتہاد اور لوگوں کے مصالح کی رعایت کرنے کا تقاضہ تھا کے اسے حذف کر لیا جائے اور باقی نہ رکھا جائے لہذا یہ امانت میں خیانت نہیں تھی؛ بلکہ امانت تو یہ ہے کہ لوگ ان نقول کی وجہ سے جو اس کتاب میں (امام ابو حنیفہ کے خلاف) منقول تھے عبداللہ بن امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) نے جو اپنی کتاب میں سنت و صحیح عقیدہ بیان فرمایا ہے اس کے پڑھنے سے رک جاتے۔ پس یہ کتاب اس پوری فصل کے بغیر شائع ہوئی جو لوگوں میں اور علماء کرام میں عام ہوئی اور یہی عبداللہ بن امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) کی کتاب السنۃ سمجھی جاتی رہی۔

آخر میں اب یہ کتاب ایک علمی رسالہ یا علمی ریسرچ میں شائع ہوئی اور اس میں وہ فصل داخل کر دی گئی ہے، اور یہ مخطوطات میں موجود ہے معروف ہے چناچہ اس فصل کو نئی سرے سے داخل کیا گیا یعنی اس میں واپس لوٹادی گئی اس دعوے کے ساتھ کے امانت کا یہی تقاضہ ہے، حالانکہ بلاشبہ یہ بات صحیح نہیں، کیونکہ علماء کرام نے شرعی سیاست کو بروئے کار لاتے ہوئے، اسی طرح کتابوں کی تالیف سے جو علماء کرام کا اصل مقصد ہوتا ہے اسے جانتے ہوئے، زمان و مکان و حال کے اختلاف کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسا کیا تھا۔ ساتھ ہی جو آخر میں عقیدہ مقرر ہو چکا ہے اور اہل علم کا اس بارے میں جو کلام ہے سے وہ علماء کرام واقف تھے۔

جب یہ طبع ہوا تو ہم فضیلۃ الشیخ علامہ صالح الفوزان (حفظہ اللہ) کے گھر پر دعوت میں شریک تھے، آپ نے سماحۃ الشیخ عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) کو دعوت فرمائی تھی اور ان کے سامنے کتاب السنۃ کی طبع اولی جس میں علماء کرام کی طرف سے وہ فصل شامل نہیں کی گئی تھی جس میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) پر کلام تھا اور آخری طبع بھی پیش کی جو دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے اور اس میں یہ فصل شامل کی گئی ہے، پس شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھ سے شیخ فوزان (حفظہ اللہ) کی مجلس میں فرمایا کہ:

- "الذی صنعه المشایخ هو المتعین ومن السیاسة الشرعیة أن یحذف وإیراده لیس مناسبا. وهذا هو الذی علیه نهج العلماء."

(جو کام (فصل کو حذف کرنے کا) مشائخ کرام نے کیا تھا وہی متعین بات تھی اوراسے حذف کرنا شرعی سیاست کے عین مطابق تھا اوراسے واپس سے داخل کردینا مناسب نہیں، یہی علماء کرام کا منہج ہے)

تواب معاملہ اور بڑھ گیا اور ایسی تالیفات ہونے لگیں جن میں امام ابو حنیفہ (رحمۃاللہ علیہ) پر طعن کیا گیا ہے یہاں تک انہیں ابو جیفہ تک کہا جانے لگا اور اس جیسی دوسری باتیں، جو بلاشبہ ہمارے منہج میں سے ہے نہ ہی علماءدعوت اور علماء سلف کا یہ منہج تھا[1]۔ کیونکہ ہم تو علماء کرام کا ذکر نہیں کرتے مگر خیر وبھلائی ہی کے ساتھ خصوصاً آئمہ اربعہ کا کیونکہ ان کی ایسی شان اور مقام ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا ،البتہ اگر وہ غلطی کرجائیں تو ان کی غلطی میں ان کی پیروی نہیں کرتے۔

(شیخ صالح آل الشیخ کے فتاوی پر مبنی ایک ویب سائٹ www.salehalshaikh.com/ar سے ماخوذ)

[1] ابھی حال ہی اردو زبان میں کتاب شائع ہوئی جس میں وہی پرانی باتیں کہ امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) عقیدۂ خلق قرآن پر فوت ہوئے تھے دھرائی گئی۔ (مترجم)